خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اور اپنی امت کے لئے اتنی دعائیں مانگی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے

قرضہ سے نجات، برے ہمسایہ سے نجات،نیاچاند دیکھنے، مکہ میں داخل ہونے ، جانور ذبح کرتے وقت ، آندھی اور بارش کے وقت اور دیگر کئی ایک مختلف پیش آمدہ حالات کی مناسبت سے آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۲؍مئی ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۲؍ہجرت ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾.

(سورة المومن آيت ٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا سلسلہ اس خطبہ میں بھی اسی طرح جاری رہے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اتنی دعائیں مانگی ہیں اپنے لئے اور امت کے لئے دن رات صبح اٹھتے جاگتے سوتے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ پچھلے خطبے گزرے تھے میں سمجھا تھا کہ اب دوسرا مضمون شروع ہوگا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں اس خطبہ میں بھی جاری رہیں گی۔

پہلی حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے جو عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے۔ انہوں نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے پاس شہد کی مکھی کے بھنبھنانے کی طرح آواز آتی تھی۔ ہم کچھ دیر توقف کر لیتے تھے پھر آپ قبلہ رو ہو جاتے، اپنے ہاتھ اٹھاتے اور یہ دعا کرتے اے اللہ ہمیں اور زیادہ دے اور کم نہ دے اور ہمیں اکرام بخش اور ہمیں رسوا نہ کر، ہمیں خیرات بخش، ہمیں محروم نہ کر اور ہمیں ترجیح دے اور ہمارے مقابل پر کسی کو ترجیح نہ دے، ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں راضی کر۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۳۴)

قرضوں کی مصیبت میں بہت لوگ مبتلا رہتے ہیں اس سلسلہ میں بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک بہت پیاری اور جامع مانع دعا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب غلام آیا یعنی جس غلام نے یہ شرط رکھی تھی کہ مجھے آزاد کر دو اور میں کما کے جو بھی کمائی ہوگی اس میں سے اپنے مالک کو بھی دیتا رہوں گا۔ تو بہت عاجز آچکا تھا بیچارہ۔ اتنا پیسہ نہیں کما سکتا تھا کہ اپنے نان نفقہ کا بھی گزارہ کرے اور مالک کو بھی دے سکے۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس نے عرض کیا، آپؓ نے فرمایا میں تمہیں کچھ ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے۔ اگر تم پر پہاڑ جتنا بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے ادا کر دے گا۔ تم یہ دعا کرو اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ کہ اے اللہ! وہ جو تو نے مجھ پر حلال کر دیا ہے اسے اپنے حرام کردہ کے مقابل پر میرے لئے کافی کر دے اور اپنے فضل سے مجھے اپنے علاوہ سب دیگر وجودوں سے مستغنی کر دے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)۔ مجھے کسی کے سامنے نہ جھکنا پڑے۔ صرف تیرا دَر پکڑوں اور تجھ ہی سے مانگوں۔ یہ دعا اگر تم کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں بہت برکت دے گا اور تمہارے قرضوں کا خود ہی ضامن ہو جائے گا۔

ایک حدیث ترمذی سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی: ”اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بھی بڑھ کر اچھا بنادے“۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بے حد خوبصورت انسان تھے۔ جب دیکھا کرتے تھے تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بھی اچھا بنادے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا حسن عیاں پھرتا رہے اور لوگ اس سے اس کے باطن کا اندازہ کریں کہ ظاہر اچھا ہے تو باطن بھی اچھا ہوگا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کا اندازہ نہ ہو کہ باطن کتنا اچھا ہے۔ اس سے بھی بہت بڑھ کر اچھا ہے جو ظاہر اچھا ہے۔ ”اور میرے ظاہر کو بھی نیک بنادے“۔ باطن کی طرح میرے ظاہر کو بھی نیک بنادے۔ ”اے اللہ تو لوگوں کو جو عطا کرتا ہے اس میں سے مجھے صالح مال اور اہل اور ایسی اولاد عطا فرما جو نہ گمراہ ہونے والی ہو اور نہ گمراہ کرنے والی ہو“۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

یہ حدیث ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اسکے ذریعہ مجھے فائدہ بہم پہنچا اور مجھے وہ کچھ سکھا جو نفع رساں ہو اور میرے علم کو بڑھا، ہر حال میں (جس حال میں بھی وہ رکھے)۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور میں اہل النار کے حال سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں“۔

پھر یہ حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ یہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے کچھ ایسی دعائیں سکھائی ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خود سنی ہیں۔ میں ان کو زندگی بھر نہیں چھوڑوں گا۔ میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے: ”اے اللہ مجھے ایسا بنادے کہ میں تیرے شکر کی عظمت کر سکوں اور تیرا ذکر کثرت سے کروں اور نصیحت کی سب سے زیادہ اتباع کرنے والا بنوں اور تیرے تاکیدی احکام کا سب سے زیادہ پاس کرنے والا بنوں“۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۱۱ مطبوعہ بیروت)

یہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے جو بخاری کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہمیں ہر چیز کے بارہ میں ایسے استخارہ کرنا سکھایا کرتے تھے جیسے قرآن کریم کی کوئی سورۃ سکھا رہے ہوں۔ کوئی شخص جب کوئی کام کرنے لگے تو پہلے دو رکعت نماز پڑھے، پھر یہ دعا کرے: اے اللہ میں تیرے علم کی بنا پر تجھ سے خیر کا طلبگار ہوں“۔

استخارہ کو عام طور پر لوگ غلط سمجھتے ہیں، استخبارہ بنایا ہوا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ سے خبر مانگتے ہیں اور جب تک واضح خبر نہ آئے اس وقت تک فیصلہ نہیں کرتے۔ حالانکہ استخارہ، اللہ سے خیر طلب کرنا ہے۔ جو کام بھی کرنے کا ارادہ ہو اس کو شرح صدر سے کرو مگر اس سے پہلے بار بار اللہ سے خیر طلب کرو پھر اگر وہ برا ہوگا تو اللہ اس کو ٹال دے گا۔

چنانچہ فرمایا: جو شخص کوئی کام کرنے لگے پہلے دو رکعت نماز پڑھے، پھر یہ دعا کرے: اے اللہ میں تیرے علم کی بنا پر تجھ سے خیر کا طالب ہوں اور تیری قدرت کے نتیجہ میں تجھ سے قوت مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں۔ یقیناً تو صاحبِ قدرت ہے اور مجھے کوئی قدرت حاصل نہیں۔ تو جانتا ہے میں کچھ نہیں جانتا۔ تو غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر یہ کام میرے دین

، میری دنیااور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر فرمادے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، میری دنیا اور انجام کے لحاظ سے برا ہے تو اسے مجھ سے دور فرمادے اور مجھے اس سے دور فرمادے۔ پس جہاں کہیں خیر ہے اسے میرے لئے مقدر فرمادے، پھر مجھے اس پر راضی کردے۔ اور اس موقع پر وہ اپنی حاجات کا ذکر کرے۔ یعنی دعا مانگنے کے بعد کہ خدا بہتر جانتا ہے پھر جو اس کے دل میں خواہش ہے وہ خوب کھل کر بات کرلے کہ اے اللہ میرے دل میں تو یہ ہے آگے تیری مرضی جو بہتر ہے وہی کر۔

برے ہمسایوں سے پناہ مانگنے کے متعلق سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے پناہ مانگو اپنے شہری رہائش کے قریب برے ہمسائے سے۔ کیونکہ صحرائی ہمسایہ تو کبھی تم سے الگ ہو ہی جائے گا"۔

(سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ باب الاستعاذۃ من جار السوء)۔

صحرائی ہمسایہ سے مراد ہے خانہ بدوش، یعنی خانہ بدوش آکے جب قریب ڈیرے ڈالتے ہیں تو وہ بھی بہت تنگ کرتے ہیں، چوریاں کرتے ہیں، مصیبت ڈالتے ہیں۔ فرمایا انہوں نے تو چند دن کا قصہ ہے آخر تم سے جدا ہو ہی جانا ہے مگر شہر میں تمہارے گھر کے ساتھ جو ہمسایہ بستا ہے اس کے شر سے پناہ مانگا کرو کیونکہ وہ ٹھہر جانے والا تمہارا ہمسایہ ہے۔ تو اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے برے ہمسایوں کے شر سے انسان کو بچالیتا ہے اور آج کل شہروں میں یہ بہت بری بلا ہے کہ بعض ہمسائے اپنے شر سے اپنے ساتھی ہمسائے کو محفوظ نہیں رکھتے۔

حضور اکرم ﷺ جب بلندی پر چڑھتے تھے تو اس وقت بھی ایک دعا مانگا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ بن مالک سے مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی بلندی پر چڑھتے تو فرماتے: اَللّٰھُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ اے اللہ! تمام عزتوں کے مقابل پر تجھے ہی سب سے زیادہ بلندی اور شرف اور عزت حاصل ہے اور ہر حال میں تو ہی تعریف کے قابل ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ بیروت)

ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن ابی داؤد میں مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو جب چھینک آئے تو کہے کہ ہر حال میں تمام تعریفوں کا اللہ ہی مستحق ہے۔ اس پر اس کا بھائی، راوی کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا، یا ساتھی یعنی پوری طرح یاد نہیں رہا یا بھائی فرمایا تھا یا ساتھی فرمایا تھا تو اس کا ساتھی یعنی جو بھی پاس بیٹھا ہوگا یہی مراد ہوگی جو بھی اس کے پاس ہو وہ اس کے متعلق یہ کہے "یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ"، اللہ تم پر رحم فرمائے اور وہ چھینکنے والا کہے "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَالَکُمْ" اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات درست کردے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الأدب)

اس سلسلہ میں ایک سوال ہوا تھا جمعہ کی شام کی مجلس میں کہ نماز پڑھتے وقت اگر کسی کو چھینک آجائے تو کیا ساتھی یہ دعائیں کرے، پھر جواب دے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ دل سے بے اختیار جو دعا اٹھ جائے وہ تو الگ بات ہے مگر توجہ نماز ہی کی طرف رہنی چاہئے اور وہ ایک دوسرے کو سنا سنا کر اونچی آواز میں دعائیں نہ دیں اور وہ اگر پچھلی صف میں کھڑا ہو یا آگے کھڑا ہو تو کیا وہ اس کو سنا کر اتنی اونچی آواز سے اپنی بھی اور دوسروں کی بھی نماز خراب کرے گا۔ تو موقع محل کے مطابق بات ہوا کرتی ہے۔ جس کو یہ حدیث یاد ہو دل سے بے اختیار خود بخود ایک دعا اٹھ جاتی ہے بس وہی کافی ہے۔

مسند احمد بن حنبل سے بلال بن یحیٰ کی روایت ہے۔ بلال بن یحیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ نے اپنے والد اور دادا کے واسطہ سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ جب پہلی رات کا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ اسے ہم پر برکت اور ایمان اور سلامتی اور امن کے ساتھ طلوع فرما۔ پھر چاند کو مخاطب ہو کر کہتے: (اے چاند) تیرا اور میرا رب اللہ ہی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل مسندالعشرۃ المبشرین بالجنۃ)

اس حدیث میں صرف پہلی رات کے چاند کی دعا کا ذکر ہے لیکن ایک اور حدیث میں ہر چڑھنے والے چاند کے متعلق بھی آنحضور ﷺ کی یہ دعا درج ہے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے: اے میرے خدا یہ چاند امن و امان اور صحت و سلامتی کے ساتھ ہر روز طلوع ہو یعنی آج ہی نہیں بلکہ روز جب بھی طلوع ہو امن و سلامتی کے ساتھ طلوع ہو۔ پھر چاند کو مخاطب کر کے فرماتے: (اے چاند) میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ تُو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن جا۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول عند رویۃ الہلال)

مسند احمد بن حنبل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب ماہ رجب میں ہوتے تو دعا کرتے: اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان اور ہمارے لئے رمضان میں برکت رکھ دے اور آپ فرماتے کہ جمعہ کی شب بھی روشن ہوتی ہے اور اس کا دن بھی۔ (مسند احمد بن حنبل من مسند بنی ھاشم) پس جمعہ اس لحاظ سے بڑی خصوصیت رکھتا ہے، اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسکی راتیں بھی ہمارے لئے روشن ہونی چاہئیں اور اس کے دن بھی ہمارے لئے روشن ہونے چاہئیں۔

مسند احمد بن حنبل سے ایک روایت ہے عمرو بن شعیب کی، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ کے دن یہ دعا کثرت سے کرتے تھے: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے اور حمد کا بھی وہی مستحق ہے۔ خیر اُسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)۔ یہ دعا اکثر دوستوں کو امید ہے یاد ہی ہوگی مگر عربی الفاظ میں پڑھ کے سناتا ہوں۔ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْكَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ. بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

روزہ افطار کرتے وقت بھی آنحضور ﷺ دعا کیا کرتے تھے۔ ابوداؤد میں حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ افطار کے وقت یہ دعا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ. کہ اے اللہ میں تیری خاطر ہی، تیری رضا کے لئے ہی روزہ رکھتا ہوں اور تیرے دئے ہوئے رزق سے ہی میں روزہ کھول رہا ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب القول عندالافطار)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوداؤد کتاب الصیام میں مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ افطار کرنے کے بعد یہ فرماتے تھے۔ افطار سے پہلے کی دعا پہلی ہے۔ یہ افطار کے بعد کی ہے: ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ۔ پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجر ثابت ہو گیا انشاء اللہ۔

لیلۃ القدر کے موقع کی دعا جس کو یہ نصیب ہو جائے اور بعض دفعہ دل میں بڑی شدت سے احساس پیدا ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر ہے۔ تو سب سے مختصر اور سب سے جامع مانع دعا یہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو اس میں کیا دعا مانگوں؟ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا تم یوں دعا کرو اے میرے خدا تو بخشنے والا ہے، بخشش کو پسند کرتا ہے، مجھے بخش دے اور میرے گناہ معاف کردے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔

مکہ میں داخل ہوتے وقت کی دعا۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ جب مکہ میں داخل ہوا کرتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ اس شہر میں ہماری اموات ہمارے نصیب میں نہ ہوں یہاں تک کہ تو ہمیں اس شہر سے لے جائے۔

(مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)

بعض لوگ یہ الٹ دعا کرتے ہیں کہ جب ہم حج پہ جائیں تو وہیں ہماری موت واقع ہو جائے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ یہ دعا نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ خدا سے عرض کیا کرتے تھے کہ خیر و برکت سے میں یہاں آیا ہوں یہاں ساری برکتیں سمیٹ کر واپس اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹوں اور وہ بھی ان برکتوں اور خوشیوں سے حصہ پائیں۔ پس مکہ میں اموات تو ہوتی ہی رہتی ہیں لیکن اگر یہ دعا توجہ سے کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس قسم کی اموات سے بچالیتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ، وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قسم کا نشان تھا، کہ آگ لگ گئی اور بڑی کثرت سے لوگ اس میں مارے گئے اور جو احمدی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو چُن چُن کے بچالیا۔ جہاں آگ لگی تھی وہاں سے کچھ دیر پہلے ہی وہ نکل کھڑے ہوئے تھے اور بعد میں پہنچے۔ غرضیکہ بڑی تفصیل سے اس حج میں شامل ہونے والے احمدیوں نے بتایا کہ خدا کے فضل سے ایک بھی احمدی کی جان ضائع نہیں ہوئی اور خدا نے انہیں آگ کے عذاب سے بچالیا۔ تو یہ دعائیں ہیں جو اگر عجز سے مانگی جائیں تو ان کی قبولیت کے نشان بھی لوگ ساتھ ساتھ ہی دیکھتے رہتے ہیں۔

مدینہ کے لئے برکت کی دعا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں بخاری کتاب الدعوات میں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَمَا حَبَّبْتَ اِلَیْنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاھَا اِلَی الْجُحْفَۃِ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء برفع الوباء والوجع)۔ اب یہ دعا جو ہے یہ بھی ایک پہلو سے مشکل بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کی ہے تو ہمیں بھی کرنی چاہئے بہر حال۔

اگر ہم یہ سوچیں قادیان سے نکلنے کو تو اس کے مقابل پر مدینہ کی ہجرت گویا ربوہ کی ہجرت بن جاتی ہے تو رسول اللہ ﷺ مکہ کو جب چھوڑ کر گئے تھے پھر دوبارہ مکہ واپس جا کر بسے نہیں اور اس پہلو سے یہ دعا ایک خاص عظمت بھی رکھتی ہے اور دل میں ایک ملال کی کیفیت بھی پیدا کردیتی ہے کہ اے اللہ جیسے تو نے مکہ کو ہمارے لئے محبت کا موجب بنایا تھا مدینہ کو بھی بنادے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ ہمارے لئے مدینہ ایسے ہی محبوب بنادے جس طرح تو نے مکہ کو ہمارے لئے محبوب بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کردے۔ جحفہ ایک مقام ہے جو مکہ سے شمال کی طرف چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تو مراد یہ ہے کہ وہاں ملیریا چونکہ بہت ہوا کرتا تھا اس لئے اس بخار کو یہاں سے منتقل فرمادے۔ اب اس کی تفصیل معلوم نہیں کہ پھر اس دعا کے نتیجہ میں اس کے بعد کیا ہوا تھا مگر علماء کسی کتاب میں ایسی تفصیل دیکھیں تو بتائیں۔ قبول تو لازماً ہوئی ہوگی مگر

پھر واقعہ کیا ہوا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت سنن الدارمی میں درج ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جب پہلا پھل لایا جاتا تو یہ دعا کرتے کہ اے اللہ ہمارے لئے ہمارے شہر مدینہ میں برکت عطا فرما اور ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مُدّ اور صاع (یہ پیمائش کے دو پیمانے ہیں) میں برکت پر برکت عطا فرما۔ پھر حضور یہ پھل حاضرین میں سے سب سے چھوٹے بچے کو دے دیتے تھے۔(سنن الدارمی کتاب الاطعمة)

اس میں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ گویا ایک ہی کھجور پیش کی جاتی تھی یا وقت کا ایک ہی پھل دیا جاتا تھا اور وہ چھوٹے بچے کو دے دیا کرتے تھے۔ مراد یہ ہے کہ جو پھل بھی پیش کیا جاتا تھا اس میں سے پہلے جو سب سے چھوٹا بچہ ہو اس کو دے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی سنت کی پیروی میں جب باہر نکلتے ہیں نکاح وغیرہ کے بعد اور چھوہارے تقسیم ہو رہے ہوتے ہیں تو وہاں مجھے جو بھی چھوٹا بچہ نظر آتا ہے میں اس کو دے دیا کرتا ہوں۔ تو یہ رسول اللہ ﷺ کا بچوں سے پیار کا مظہر ایک واقعہ ہے کہ آنحضورؐ چھوٹے بچوں سے بہت پیار فرمایا کرتے تھے۔

بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو احرام باندھ کر تلبیہ کرتے ہوئے سنا۔ آپ کہہ رہے تھے حاضر ہوں اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، حمد اور نعمت اور ملک کا تو ہی مالک ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ آپؐ ان الفاظ سے زائد کچھ نہ پڑھتے تھے۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ ۔ ان الفاظ کے اوپر کوئی مزید الفاظ آپ نہیں پڑھا کرتے تھے۔(بخاری کتاب اللباس)

ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت مروی ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ وقوف عرفہ کی شام آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ تمام تعریفیں جس طرح ہم بیان کرتے ہیں بلکہ اس سے بہت بہتر تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں"۔ یعنی انسان تو خدا تعالیٰ کی تعریفوں کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔ اس لئے جو ہمیں خدا نے اپنی تعریفیں سکھائی ہیں جن کو ہم کسی حد تک سمجھ سکتے ہیں اس سے بہت زیادہ تعریفیں ہیں اس کی۔ تو اے اللہ جس طرح ہم مخاطب کر کے عرض کیا کرتے تھے اس سے بہت بہتر تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ "اے اللہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب تیرے لئے ہے۔ تیری ہی طرف میرا لوٹنا ہے اور اے رب میرا پیچھے چھوڑا ہوا بھی تیرے ہی لئے ہے"۔ جو میں مال چھوڑ کر جاؤں گا وہ بھی تیرا ہی ہے اے اللہ! یعنی صرف مال کا ذکر نہیں اولاد وغیرہ جو کچھ بھی، سب کچھ تھا وہ چھوڑ کے ہر انسان نے جانا ہے تو فرمایا یہ بھی تیرے ہی لئے ہے اے اللہ میں اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جسے ہوا لاتی ہے"۔

اب ہوا کا شر کیا ہے ہوائیں بعض دفعہ بہت خطرناک شر لے کر آتی ہیں، اتنی بڑی بڑی آندھیاں اٹھتی ہیں، اتنے بڑے بڑے بگولے اٹھتے ہیں کہ وہ بہت بھاری بھاری عمارتوں کو اٹھا کر اوپر چڑھا دیتے ہیں اور کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ کب یہ شر ظاہر ہو گا اور کیسے ظاہر ہو گا۔ امریکہ نے اتنی ترقی کی ہے مگر آج تک ہواؤں کے اس شر سے بچ نہیں سکا۔ پیشگوئیاں کرتے ہیں مگر پھر بھی کچھ نہیں بنتا۔ بہت بڑا شر ہے ہواؤں کا اگر وہ نازل کرنا چاہے۔ تو جب بھی ہوا چلے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ ان آندھیوں کے شر سے ہمیں بچالے۔

قربانی کا جانور ذبح فرمایا کرتے تھے تو حضرت عائشہؓ کی روایت ہے سنن ابی داؤد سے لی گئی ہے کہ اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ يَطَافِي سَوَادٍ۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہ رنگ کے سینگوں والے مینڈھے کو ذبح کرنے کے لئے لانے کا ارشاد فرمایا۔ اب یہ سیاہ رنگ کے سینگوں والے مینڈھے ہوتے تو ہیں میں نے بھی دیکھا ہوا ہے مگر کیوں سیاہ رنگ کے مینڈھے کا مطالبہ فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے، اس میں ضرور کوئی خصوصیت ہو گی۔ اور فرمایا اے عائشہ! چھری لاؤ۔ پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرو، چنانچہ میں نے چھری تیز کی پھر آنحضور ﷺ نے مینڈھے کو پکڑ کر پہلو کے بل لٹایا اور چھری لے کر یہ دعا کرتے ہوئے کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ۔ کہ اے اللہ اس جانور کو محمد، آل محمد اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما اور پھر اس مینڈھے کو ذبح کیا۔(سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی باب ما یستحب من الضحایا)

اس ضمن میں ایک اور روایت ہے جو سنن ابی داؤد سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عید الاضحیٰ عید گاہ میں ادا کی۔ جب آپ خطبہ عید ختم کر چکے تو ممبر سے اترے اور ایک مینڈھا لایا گیا جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَر کہتے ہوئے ذبح فرمایا۔ اور فرمایا اے پروردگار یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانیاں نہیں کیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی۔ باب فی الشاة یضحی بها عن جماعة)

پس وہ جو امت کی طرف سے قربانی کے الفاظ ہیں اس پر زائد یہ ہے کہ آنحضور ﷺ ان غرباء اور محروموں کی طرف سے بھی قربانی دیا کرتے تھے جو امت میں کبھی بھی پیدا ہونے تھے جن کو کسی وجہ سے یہ توفیق نہیں مل سکی۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت بخاری میں یہ درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بال کٹوائے۔ اسی طرح بعض صحابہ نے بھی بال کٹوائے اور بعد میں منڈوائے۔ تو آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ آپ نے استرے سے بال نہیں منڈوائے تھے بلکہ ان کو چھوٹا کروالیا تھا اور میں سوچتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے حسن کی شان یہی تھی اور اللہ کی رضا سے آپ نے ایسا کیا ہے ورنہ سر منڈوانے میں تو آپ کے لئے کوئی عار نہیں تھی۔ تو یہ ایک بہت ہی عظیم حکمت ہے جس کی وجہ سے آپ نے بال کٹوائے، چھوٹے کروالئے مگر منڈوائے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے چہرے کو ہمیشہ حسین ہی دکھانا چاہتا تھا۔

حضرت عبداللہ کہتے ہیں اس پر آنحضرت ﷺ نے ایک یا دو دفعہ فرمایا کہ اللہ بال کٹوانے والوں پر رحم فرمائے۔ پھر فرمایا نیز منڈوانے والوں پر بھی۔(صحیح بخاری کتاب الحج) بال کٹوانے والوں میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ شامل تھے اور پھر منڈوانے والوں میں اکثر صحابہ تھے تو ان پر بھی رحم کی دعا مانگی۔

آندھی کے سلسلہ میں ایک اور روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب آندھی آجاتی تو رسول اللہ ﷺ دعا کرتے اے اللہ میں اس ہوا کے خیر اور جو کچھ اس میں ہے اس کے خیر اور جس غرض کے لئے بھیجی گئی ہے اس کے خیر کا طلبگار ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس کے شر اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کے شر اور جس غرض کے لئے بھیجی گئی ہے اس کے شر سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل چھا جاتے تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ آپ کبھی باہر نکلتے، کبھی اندر آتے، کبھی آگے آتے، کبھی پیچھے ہٹتے۔ لیکن جب بارش برس چکتی تو آپ سے یہ کیفیت جاتی رہتی۔ میں آپ کے چہرے سے پہچان لیتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس پر تعجب ہوا اور آپ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا وجہ ہے کہ بارش کے وقت پہلے اور بعد میں آپ کے یہ حالات ہوتے ہیں۔ پہلے پریشانی ہوتی ہے اور پھر رنگ بدلتی ہے اور آپ کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! شاید اس وجہ سے کہ جیسے عاد کی قوم نے کہا تھا فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا کہ جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے کہا یہ بادل ہم پر بارش برسائیں گے۔(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء) تو مراد یہ ہے کہ گزشتہ قوموں کے جو انجام تھے وہ آنحضرت ﷺ کے پیش نظر رہتے تھے اور بڑے عجز کے ساتھ اور درد کے ساتھ یہ دعائیں کیا کرتے تھے کہ جس طرح پہلے بھی بعض دفعہ بارشوں نے پرانی قوموں کو ہلاک کر دیا یقیناً رسول اللہ ﷺ کی امت کو یہ خطرہ تو نہیں تھا کہ نعوذ باللہ آپ بھی ہلاک ہونگے مگر ساری امت کی جو فکر تھی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مستقبل میں ایسی بارشوں سے پناہ مانگا کرتے تھے جو تباہی کی بارشیں یا عذاب کی بارشیں ہوں اور یہ بھی روایت ہے کہ آپؐ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ موسلا دھار اور فائدہ مند بارش ہو۔(صحیح بخاری کتاب الجمعة باب مایقال اذا مطرت)

حضرت سالم بن عبداللہؓ سے ایک روایت سنن ترمذی میں درج ہے۔ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بادلوں کی گرج اور آسمانی بجلی کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کرنا اور نہ اپنے عذاب سے ہلاک کرنا اور اس سے پہلے ہمیں معاف فرما دینا۔(سنن ترمذی کتاب الدعوات)۔ یعنی اگر کسی کی موت مقدر ہی ہے آسمانی بجلی سے یا کسی وجہ سے، کسی حادثاتی موت سے جس کا تعلق بارشوں اور بجلیوں سے ہو۔ فرمایا ہمیں مرنے سے پہلے معاف فرما دینا۔

حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ جہاں بارش طلب کرنے کی دعا کیا کرتے تھے بعض دفعہ بارش روکنے کی بھی دعا کیا کرتے تھے کیونکہ بارش ہی بعض دفعہ بہت زیادہ ہو جائے تو یہ بہت بڑی تباہی لے کے آتی ہے۔ لمبی حدیث ہے کتاب الاستقاء میں یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص جمعہ کے روز مسجد نبوی میں اس دروازے سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے آنحضرت ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کر کے عرض کیا۔ اب خطبہ میں بولنا تو جائز نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کوئی اعرابی تھا جس کو علم نہیں تھا ان باتوں کا وہ خشک سالی سے تنگ آچکا تھا تو اس نے اسی دوران رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا اور آپ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا۔ یا رسول اللہ مویشی مر رہے ہیں، راستے مخدوش ہو رہے ہیں، جیسے آج کل تھر کا حال ہے بہت بڑی تباہی وہاں مچی ہوئی ہے۔ مویشی

مر رہے ہیں راستے مخدوش ہو رہے ہیں۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہم پر بارش برسائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور دعا کرتے ہوئے تین مرتبہ کہا: اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا۔ اے اللہ ہم پر بارش کا پانی نازل کر۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہمیں اس وقت آسمان پر کوئی بادل یا بادل کا ٹکڑا نظر نہیں آ رہا تھا جبکہ سلع پہاڑ تک ان دنوں کوئی گھر تعمیر نہ ہوا تھا۔ اچانک سلع کے پیچھے سے ڈھال کی شکل کی ایک بدلی نمودار ہوئی۔ جب وہ آسمان کے وسط میں آئی تو پھیل گئی، پھر بارش برسانے لگی۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم نے چھ دن تک سورج نہیں دیکھا، مسلسل بارش ہوتی رہی۔ پھر ایک شخص اگلے جمعہ اسی دروازے سے داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ وہ آپ کے سامنے کھڑا ہو کر مخاطب ہوا. اور کہا یا رسول اللہ! اموال تباہ ہو رہے ہیں، راستے منقطع ہو گئے ہیں، آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ بارش کو روک دے۔ راوی کہتا ہے کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے پھر کہا اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا۔ اے اللہ! ہمارے اردگرد تو بارش ہو مگر ہمارے اوپر بارش نہ ہو اے اللہ! چوٹیوں اور پہاڑوں، چٹیل میدانوں، وادیوں اور جنگلوں پر بارش برسا۔ راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا دعا کرنا تھا کہ بارش ختم ہو گئی اور جب نماز جمعہ پڑھ کر نکلے تو دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ شریک کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا یہ دوسرا شخص وہی تھا جس نے بارش کے لئے دعا کا کہا تھا؟ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الاستسقاء) پس بعید نہیں کہ وہ شخص انسانی صورت میں جبرائیل ہوں جنہوں نے یہ سوال کیا ہو تاکہ امت کا فائدہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کی قبولیت کے نظارے امت محمدیہ دیکھے۔

اس ضمن میں آپ کو یاد ہو گا کئی دفعہ ہمارے جلسہ سالانہ کے موقع پر ایسا ہوا ہے کہ بڑی سخت بارش ہو رہی ہوتی تھی، اتنی کہ لگتا تھا کہ اس صورت میں جلسہ کرنا مشکل ہو جائے گا تو اس وقت امیر صاحب بھی یہی دعا کیا کرتے تھے، میں بھی یہی دعا کیا کرتا تھا اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اور اچانک بادل چھٹ جاتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اردگرد کے علاقوں میں بہت بارش ہو رہی ہے، مسلسل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ماحول میں دھوپ نکل آیا کرتی تھی۔ تو یہ رسول اللہ ﷺ کی برکت ہے کہ آپ کی امت میں اب بھی یہ نظارے دکھائے جاتے ہیں۔

اب سید الاستغفار کے متعلق ایک حدیث میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں بخاری کتاب الدعوات سے لی گئی ہے حدثنی شدّاد بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سید الاستغفار یہ ہے کہ تو یہ کہے اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اپنی استطاعت کے مطابق تیرے عہد اور تیرے وعدوں پر قائم ہوں۔ اپنے کئے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں۔ نیز اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ پس تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اس دعا پر یقین رکھتے ہوئے اسے دن کے وقت پڑھے گا اور پھر اسی دن شام سے قبل فوت ہو جائے تو وہ اہل جنت میں سے ہو گا اور جو کوئی رات کے وقت اس پر یقین رکھتے ہوئے پڑھے اور پھر صبح ہونے سے قبل فوت ہو جائے تو وہ بھی اہل جنت میں سے ہو گا۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب فضل الاستغفار)

اب آخر پر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کے تعلق ہی میں ہے اور استغفار کے بارہ میں خصوصیت سے جیسا کہ آپ نے پڑھا ہے، سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"سو انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کے نالے میں ہو کر حقیقی چشمہ انسانیت کی جڑوں تک پہنچتا ہے اور خشک ہونے اور مرنے سے بچا لیتا ہے۔ جس مذہب میں اس فلسفہ کا ذکر نہیں وہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہرگز نہیں اور جس شخص نے نبی یا رسول یا راستباز یا پاک فطرت کہلا کر اس چشمہ سے منہ پھیرا ہے وہ ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ایسا آدمی خدا تعالیٰ سے نہیں بلکہ شیطان سے نکلا ہے کیوں شَیْط مرنے کو کہتے ہیں"۔

مجلس میں ایک سوال ہوا تھا کہ شیطان کا لفظ کس مادہ سے نکلا ہے تو کل یہ سوال ہوا تھا آج ہی خدا تعالیٰ نے اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں سکھا دیا۔ "شیط مرنے کو کہتے ہیں۔ پس جس نے اپنے روحانی باغ کو سرسبز کرنے کے لئے اس حقیقی چشمے کو اپنی طرف کھینچنا نہیں چاہا اور استغفار کے نالے کو اس چشمہ سے لبالب نہیں کیا وہ شیطان ہے یعنی مرنے والا ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ کوئی سرسبز درخت بغیر پانی کے زندہ رہ سکے۔ ہر یک متکبر جو اس زندگی کے چشمہ سے اپنے روحانی درخت کو سرسبز کرنا نہیں چاہتا وہ شیطان ہے اور شیطان کی طرح ہلاک ہو گا۔ کوئی راستباز نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے استغفار کی حقیقت سے منہ پھیرا اور اس حقیقی چشمہ سے سرسبز ہونا نہ چاہا۔ ہاں سب سے زیادہ اس سرسبزی کو ہمارے سید و مولا ختم المرسلین، فخر الاولین والآخرین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مانگا۔ اس لئے خدا نے اس کو اس کے تمام ہم منصبوں سے زیادہ سرسبز اور معطر کیا"۔

(نورالقرآن نمبر ۱۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۵۸)